حجیتِ حدیث و تدوینِ حدیث

قرآنِ مجید ایک واضح اور کھلی ہوئی کتاب ہے جس میں کسی قسم کا غموض و اخفاء نہیں ہے ـــــ لیکن اس میں اسلام کی تعلیمات کی پوری تفصیل اور تمام جزئیات کا احاطہ نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اس میں بہت سے احکامات مجمل اور کلیات کی شکل میں ہیں، جن کی وضاحت اور تشریح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و عمل سے فرمائی۔ آپؐ کی ذمہ داری صرف یہی نہ تھی کہ اللہ کے کلام کو لوگوں تک پہنچایا جائے، بلکہ آپؐ کے ذمہ اس کلامِ الٰہی کی تبیین و تشریح بھی تھی:

"وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ" (النحل: ۴۴)

"اور ہم نے آپؐ کی طرف ذکر (قرآنِ مجید) نازل فرمایا ہے، تاکہ لوگوں کے لیے جو اتارا گیا ہے، اسے آپ ان کے لیے کھول کر بیان فرمائیں ـــــ شاید وہ اس پر غور و فکر کریں"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ" (النحل: ۶۴)

"اور ہم نے آپؐ پر کتاب اس لیے نازل فرمائی ہے کہ آپؐ ان کے لیے ان چیزوں کی وضاحت کریں، جن میں انھوں نے اختلاف کیا ہے۔ اور اس کتاب کو ان لوگوں کے لیے، جو ایمان رکھتے ہیں، ہدایت و رحمت بنا کر اتارا ہے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ فرماتے تھے، یا حکم دیتے تھے، وہ بھی درحقیقت ایک

قسم کی وحی ہی تھی، جس کو اصطلاح میں وحی خفی سے تعبیر کیا جاتا ہے :

"وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى" (النجم : ۳-۴)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش سے کچھ نہیں فرماتے، بلکہ وہ تو وحی ہوتی ہے جو (آپؐ کی طرف کی جاتی ہے)"

اس لیے آپؐ کے تمام احکام واجب التعمیل ہیں۔ اس فہم نبوت اور وحی کو قرآن مجید نے حکمت سے تعبیر فرمایا ہے :

"هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ" (الجمعۃ : ۲)

"وہی اللہ ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں، انہی میں سے ایک رسولؐ بھیجا ـــــ جو ان کو اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے، ان کا تزکیہ کرتا ہے اور کتاب و حکمت سکھاتا ہے ـــــ اور اس سے پہلے وہ گمراہی میں تھے۔"

اس آیت سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ صرف آیات قرآنی کی تلاوت و تبلیغ نہیں، بلکہ مسلمانوں کی تعلیم و تزکیہ بھی تھا ـــــ اور آپؐ ان کو کتاب اللہ کے ساتھ ساتھ حکمت کی تعلیم بھی دیتے تھے۔ یہ حکمت اگرچہ وحی ہے، مگر قرآن کریم سے الگ چیز ہے، اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال ہیں۔ اس لیے کتاب اللہ کے ساتھ یہ بھی مسلمانوں کے لیے واجب التعمیل ہیں۔ اور آپؐ کی ذات، آپؐ کا ہر قول و فعل مسلمانوں کے لیے نمونہ عمل ہے :

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ـــــ الاٰية!"

(الاحزاب : ۲۱)

"تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں اتباع کا اچھا نمونہ موجود ہے!"

اطاعتِ رسولؐ قرآن مجید نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی بھی تاکید فرمائی ہے، اور قرآن مجید کی بہت سی آیات میں "اَطِيْعُوا اللّٰهَ" کے ساتھ "اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ" کا بھی حکم ہے :

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ——— الاٰیۃ!"

(محمد : ۳۳)

"ایمان والو، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔"
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ۔"

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ)

"جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ——— اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔"

اطاعت کے احکام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ تمام اقوال و افعال داخل ہیں جو آپؐ نے مسلمانوں کی تعلیم کے لیے ارشاد فرمائے، یا ان پر عمل کیا ——— اس لیے کتاب اللہ کے بعد ان کی حیثیت بھی قانون کی ہے اور وہ مسلمانوں کے لیے کتاب اللہ کی طرح واجب التعمیل ہیں:

"وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا۔" (الاحزاب : ۳۶)

"اور کسی مسلمان مرد اور عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے کسی معاملہ میں فیصلہ فرما دیں تو اس میں ان کو چون و چرا کا کچھ اختیار باقی رہے۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کی، وہ کھلی گمراہی میں ہے۔"

اس آیت کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے اقوال و اعمال مسلمانوں کے لیے واجب التعمیل ہیں۔ اور جس طرح قرآنِ مجید کے اوامر و نواہی کا ماننا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوامر و نواہی کا ماننا اور ان پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔

حدیث | قولِ رسولؐ کا نام حدیث ہے، اور عملِ متواترہ کا نام سنت ہے ——— قرآنِ مجید

کے بعد اسی حدیث وسنت کا درجہ ہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں :

"علم القرآن اگر اسلامی علوم میں دل کی حیثیت رکھتا ہے، تو علم حدیث شہ رگ کی۔ یہ شہ رگ اسلامی علوم کے تمام اعضاء و جوارح تک خون پہنچا کر ہر آن ان کے لیے تازہ زندگی کا سامان پہنچاتا رہتا ہے، آیات کا شانِ نزول اور ان کی تفسیر، احکام القرآن کی تشریح و تعیین، اجمال کی تفصیل، عموم کی تخصیص، مبہم کی تعیین، سب علمِ حدیث کے ذریعہ معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح حاملِ قرآن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور حیاتِ طیبہ اور اخلاق و عاداتِ مبارکہ اور آپؐ کے اقوال و اعمال اور آپؐ کے سنن و مستحبات اور احکام و ارشادات اسی علم حدیث کے ذریعہ ہم تک پہنچے ہیں۔ اسی طور اسلام کی تاریخ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احوال اور ان کے اعمال و اقوال اور اجتہادات و استنباطات کا خزانہ بھی اسی کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔ اس بناء پر اگر یہ کہا جائے تو صحیح ہے کہ اسلام کے عملِ پیکر کا مرقع اسی علم کی بدولت مسلمانوں میں ہمیشہ کے لیے موجود و قائم ہے۔ اور ان شاء اللہ تا قیامت رہے گا۔" [1]

درحقیقت اسلام کی پوری عمارت قرآنِ مجید اور احادیثِ نبویؐ پر قائم ہے۔ یہ قرآنِ مجید کی تفسیر بھی ہے، اس کے اجمال کی تفصیل بھی، اس کے کلی احکام سے جزئیات کی تفریع بھی اور اسلام کے قرنِ اول کی تاریخ بھی! ۔ اس کے بغیر اسلام کی تاریخ اور تعلیم نامکمل، اور اس کی ابتدائی تاریخ کے بہت سے اوراق سادہ رہ جاتے ہیں ۔ اسی طرح اسلام کے ارکانِ اربعہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے تفصیلی احکام بھی حدیث کے بغیر نہیں معلوم ہو سکتے اور نہ انھیں حدیث کی مدد کے بغیر ادا کیا جا سکتا ہے۔ ان کے صرف کلی احکام قرآنِ مجید میں ہیں، لیکن تفصیل حدیث وسنت سے معلوم ہوتی ہے، یہی حال اکثر اوامر و نواہی اور حلال و حرام کا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت، اسلام کا ظہور، اس کی تبلیغ، اس کی راہ کی صعوبتیں، غزوات، اسلام کا غلبہ و اقتدار، حکومتِ الٰہیہ کا قیام، اس کا نظام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] مقدمہ تدوینِ حدیث مولانا مناظر احسن گیلانی رح۔

کی حیاتِ طیبہ اور آپؐ کی سیرت معلوم کرنے کا ذریعہ صرف حدیث ہے۔ اگر اس کو نظر انداز کر دیا جائے تو اسلام کی بہت سی تعلیمات اور تاریخ اسلام کے بہت سے گوشے مخفی رہ جائیں گے۔ اس لیے احادیثِ نبویؐ، اسلام اور اسلامی تاریخ کا بڑا قیمتی سرمایہ ہیں اور انہی پر ان کی عمارت قائم ہے۔ اسی لیے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی روایت و اشاعت کا حکم دیا ہے اور مبلّغِ حدیث کے لیے دعا فرمائی ہے:

"نضّر الله امرًا سمع منّا حديثًا فحفظه حتّٰی يبلغه فربّ حامل فقه الٰی من افقه منه وربّ حامل فقه ليس بفقيه"۔[1]

"اللہ تعالیٰ اس شخص کو سرسبز و شاداب رکھے، جس نے ہم سے ایک حدیث سُنی، اُس کو محفوظ کیا اور پھر اس کو دوسروں تک پہنچایا، کیوں کہ بسا اوقات علم کا حامل اس کو ایسے شخص تک پہنچاتا ہے جو اس سے زیادہ سمجھ دار ہوتا ہے اور خود سمجھ دار نہیں ہوتا۔

حجیّتِ حدیث

منکرینِ حدیث کی طرف سے یہ بات عام بیان کی جاتی ہے کہ حدیث حجت نہیں ہے اور قرآنِ مجید ہی ہمارے لیے کافی ہے۔ حالانکہ قرآنِ مجید خود مطالبہ فرماتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کو عین دین سمجھا جائے اور آپؐ ہی کے طرزِ زندگی کو اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ طریقہ تسلیم کیا جائے — قرآنِ مجید کا ارشاد ہے:

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ"۔ (آلِ عمران: ۳۱)

"آپؐ فرما دیجیے کہ اگر تم واقعی اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت فرمائے گا"۔

ارشاداتِ نبویؐ کو صرف تسلیم کر لینا ہی کافی نہیں سمجھا گیا۔ بلکہ قرآنِ مجید نے یہ مطالبہ بھی کیا ہے کہ اگر تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات سے روگردانی کی تو ایماندار تسلیم نہیں کیے جا سکتے:

"فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا"۔

---

[1] سنن ابی داؤد ج ۲، کتاب العلم باب فضل نشر العلم۔

(النسآء: ۶۵)

"آپؐ کے ربّ کی قسم! یہ لوگ ہرگز اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپؐ کو منصف نہ مانیں، ان جھگڑوں میں، جو ان کے درمیان پیدا ہوتے ہیں۔ پھر آپؐ کے فیصلے کے بارے اپنے دلوں میں تنگی محسوس نہ کریں، بلکہ اسے بدل و جان تسلیم کر لیں۔"

قرآنِ مجید باوجود اپنی جامعیت اور جملہ علومِ ضروریہ پر حاوی ہونے کے چونکہ زیادہ تر ایمانیات وعقائد اور اصولِ دین بیان کرتا ہے، اس لیے اس کی حیثیت ایک بنیادی قانون اور دستورِ اساسی کی ہے۔ اب اسے تفصیلی شکل دینا اور اس کی دفعات کی وضاحت کرنا، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری ہے:

"وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيۡهِمۡ" (النحل: ۴۴)

"اور ہم نے آپؐ پر قرآن اتارا ہے، تاکہ جو کچھ لوگوں کی طرف نازل کیا گیا ہے، آپؐ انہیں خوب سمجھائیں۔"

بقولِ شاعر ؎

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیثِ مصطفےٰؐ بر جانِ مسلم داشتن

اسی لیے علماۓ کرام نے ہمیشہ حدیث کو قرآنِ مجید کے ساتھ رکھا ہے، اور کبھی بھی اسے قرآنِ مجید سے علیحدہ نہیں کیا۔

حافظ ابنِ عبد البرؒ قرطبی (م ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

"الکتاب احوج الی السّنّة من السّنّة الی الکتاب" [۱]

"کتاب اللہ سنت کی اس سے کہیں زیادہ محتاج ہے، جتنی کہ سنت کتاب اللہ کی محتاج ہے۔"

علامہ شاطبیؒ نے "الموافقات" میں امام اوزاعیؒ (م ۱۵۷ھ) سے یہ نقل کیا ہے کہ:

"کان الوحی ینزل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ویحضرہ

---

[۱] جامع بیان العلم وفضلہ ج ۲ ص ۱۹۔

جبرائیل بالسنّة التی تفسر ذلك " [1]

"رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی، اور حضرت جبرائیلؑ آپ کے پاس وہ سنت لے کر آتے تھے جو اس (وحی) کی تفسیر کر دیتی تھی"۔

علامہ شاطبیؒ (م ۷۹۰ھ) نے مزید وضاحت اس طرح فرمائی ہے کہ:

"فکان السنّة بمنزلة التفسیر والشرح لمعانی احکام الکتاب " [2]

"یعنی سنت کتاب اللہ کے احکام کے لیے بمنزلہ تفسیر اور شرح کے ہے"۔

ملّا علی قاری حنفیؒ (م ۱۰۱۴ھ) مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سعادة الدارین منوطة بمتابعة کتاب اللہ ومتابعتہ موقوفة علیٰ معرفة سنّة رسولہ علیہ الصلوٰة والسلام ومتابعة فیهما متلازمان شرعًا لا ینفك احدهما عن الآخر" [3]

"دنیا و عقبیٰ کی کامیابی کا راز کتاب اللہ کی اتباع میں مضمر ہے۔ اور کتاب اللہ کی اتباع موقوف ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپؐ کے طرزِ زندگی کو پہچاننے اور اس پر عمل پیرا ہونے پر۔ پس کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ازروئے شریعت آپس میں لازم و ملزوم ہیں، یہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے"۔

پس حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم کیے بغیر چارۂ کار نہیں —— بقول علامہ اقبال مرحوم ؎

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
گر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی ست

---

[1] "الموافقات" ج ۴ ص ۲۶ " واخرج الدارمی عن محمد بن کثیر عن الاوزاعی عن حسان قال کان جبرائیل ینزل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالسنّة کان ینزل علیہ بالقرآن " (سنن دارمی ص ۷۷)

[2] الموافقات ج ۴ ص ۱۰ [3] مرقاة شرح مشکوٰة ج ۱ ص ۲۱۲۔

[4] مکتوباتِ سلیمانی ص ۱۲۲، مکتوب نمبر ۸۱۔

تدوینِ حدیث منکرینِ حدیث کی طرف سے یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ حدیث، کی تدوین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں نہیں ہوئی۔ علامہ سید سلیمان ندویؒ (م ۱۳۷۳ھ) اپنے ایک مکتوب بنام مولانا عبد الماجد دریا آبادیؒ (م ۱۳۹۸ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ :

"مسلمانوں کے اس فقرے کے معنی، کہ حدیث کی تدوین ہجرت کے ۱۵۰ برس بعد ہوئی، یہ ہے کہ تصنیف اور کتاب کی حیثیت ہیں! ورنہ محض تحریر و کتابت کی حیثیت سے زمانہ نبویؐ میں اس کی جمع و تحریر کا آغاز ہو چکا تھا" ۔ [۱]

"اسلام کا سیاسی نظام" کے مؤلف مولانا محمد اسحاق سندیلوی سابق استادِ تفسیر ندوۃ العلماء لکھنؤ اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ :

"تحقیق یہ ہے کہ تدوینِ حدیث کا کام خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے شروع ہو چکا تھا۔ خلفائے راشدینؓ کے دور میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا، اور کوئی زمانہ بھی ایسا نہیں گزرا، جس میں یہ سلسلہ کلیۃً منقطع ہو گیا ہو"۔ [۲]

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں حدیث کے مجموعے مرتب کیے تھے، جن کی مختصر تفصیل یہ ہے :

الصّادقہ یہ مجموعہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہ کر مرتب فرمایا تھا۔ [۳]

کتاب عمرو بن حزمؓ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنن و فرائض اور دیت وغیرہ کے کچھ مسائل لکھوا کر حضرت عمرو بن حزم صحابیؓ کے ذریعہ اہلِ یمن کے پاس بھیجے تھے۔ [۴]

صحیفہ علی بن ابی طالبؓ حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ "ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآنِ مجید اور اس صحیفہ کے سوا اور کچھ نہیں لکھا"۔ [۵]

---

[۱] مکتوباتِ سلیمانی ص ۱۲۲، مکتوب نمبر ۱۸۔ [۲] الفرقان لکھنؤ ذوالقعدہ ۱۳۷۵ھ ص ۲۷۔
[۳] سنن دارمی ص ۸۶۔ [۴] معانی الآثار طحاوی ج ۲ ص ۴۱۷۔
[۵] مستدرک حاکم ج ۳ ص ۵۷۴۔

صحیفہ وائل بن حجرؓ حضرت وائل بن حجرؓ مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر اسلام لائے اور کچھ عرصہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے۔ جب آپؓ وطن واپس جانے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ایک صحیفہ لکھوا کر دیا، جس میں نماز، روزہ، شراب اور سود کے احکام درج تھے۔ [۱]

خطبہ فتح مکہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا، اور جو اسلام کے بہت سے اساسی احکام پر مشتمل ہے، اس کے متعلق ابو شاہ یمنی نے آپؐ سے درخواست کی کہ یہ خطبہ مجھے لکھوا کر دیا جائے۔ آپؐ نے صحابہ کرام رضؓ کو حکم دیا کہ:

"اکتبوا لابی شاہ" (بخاری و ترمذی) یعنی "ابو شاہ کو لکھ دو"

کتاب الصدقہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں زکوٰۃ کے موضوع پر ایک کتاب لکھوائی تھی، جو مکمل ہو چکی تھی، مگر عاملوں کے پاس بھیجنے سے پہلے آپؐ کا وصال ہو گیا۔ چنانچہ آپؐ کے بعد:

"عمل بہ ابو بکرؓ حتّٰی قبض، وعمرؓ حتّٰی قبض"

"حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بھی زندگی بھر اس پر عمل کیا اور حضرت عمر فاروقؓ نے بھی آخر دم تک اس پر عمل کیا" [۲]

کتب ابو ہریرہؓ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔ آپؓ کا انتقال ۵۹ھ میں ہوا، اور آپؓ سے ۵۳۷۴ احادیث مروی ہیں۔ [۳] آپؓ کے پاس بہت سی کتابیں تھیں، جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث درج تھیں [۴]

حضرت ابو ہریرہؓ کے ایک شاگرد ہمام بن منبہ (م ۱۳۱ھ) جو یمن کے رہنے والے تھے اور حضرت ابو ہریرہؓ کی خدمت میں کئی سال تک رہے، انھوں نے حدیث کا ایک مجموعہ مرتب کیا تھا۔ یہ صحیفہ ہمام بن منبہ کے نام سے مشہور ہے اور جو مسند احمد بن حنبلؒ میں تمام کا تمام

---

[۱] معجم صغیر طبرانی ص ۲۴۱۔ [۲] ترمذی کتاب الزکوٰۃ ص ۱۱۴، سنن ابی داؤد باب الزکوٰۃ ص ۲۱۹، سنن دارمی ص ۶۷، جامع بیان العلم ج ۱ ص ۷۱، معانی الآثار طحاوی ج ۲ ص ۲۱۶۔ [۳] خطبات مدراس ص ۵۳
[۴] مستدرک حاکم ج ۳ ص ۵۱۱۔

شامل ہے ۔ یہ صحیفہ ڈاکٹر حمید اللہ حیدر آبادی کی سعی و کوشش سے حیدر آباد دکن سے شائع ہو چکا ہے !

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ اور تدوینِ حدیث

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ (م ۱۰۱ھ) نے اپنے زمانۂ خلافت میں تدوینِ حدیث کی طرف خاص توجہ فرمائی ۔ اس لیے کہ دورِ صحابہؓ و تابعینؒ میں علمِ حدیث سینوں میں محفوظ تھا ۔ مؤطا، صحیح بخاری، صحیح مسلم اور حدیث کی دوسری کتابیں اس وقت تک مرتب نہیں ہوئی تھیں، اس لیے آپؒ نے تدوینِ حدیث کا بیڑا اٹھایا ۔ چنانچہ آپؒ نے امام ابنِ شہاب زہریؒ (م ۱۲۴ھ) اور امام ابوبکر محمد بن عمرو بن حزمؒ (م ۱۲۰ھ) گورنر مدینہ کو ایک تحریری حکم نامہ کے ذریعہ اطلاع دی کہ :

"انظر ما کان من حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاکتبہ، فانّی خفت دروس العلم و ذھاب العلماء، لا تقبل الا حدیث النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم۔"[1]

"احادیثِ نبویؐ کو تلاش کر کے ان کو لکھیے، کیوں کہ مجھے علم کے مٹنے اور علماء کے فنا ہونے کا خوف معلوم ہوتا ہے ۔ اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قبول کی جائے ۔"

مولانا عبد الحی لکھنویؒ (م ۱۳۰۴ھ) نے مقدمہ تعلیق الممجد میں حافظ ابنِ عبد البر قرطبیؒ (م ۴۶۳ھ) کی "التمہید" سے یہ قول نقل کیا ہے کہ :

"وکتب الیٰ ابا بکر بن عمرو بن حزم ان یجمع السّنن و یکتب الیہ بھا ۔"[2]

"عمر بن عبد العزیزؒ نے ابوبکر بن حزمؒ کو لکھا کہ حدیثوں کو جمع کیجیے اور انہیں لکھ کر میرے پاس بھیج دیجیے ۔"

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کا یہ حکم صرف گورنر مدینہ کے نام مخصوص نہ تھا، بلکہ آپؒ نے تمام صوبوں کے گورنروں کے نام اس قسم کا فرمان بھیجا تھا ———

حافظ ابو نعیم اصفہانی رح (م ۴۳۰ھ) تاریخ اصفہان میں لکھتے ہیں :

"کتب عمر بن عبد العزیز الی الآفاق انظروا حدیث رسول اللہ فاجمعوا ۔"[3]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب العلم، باب کیف یقبض العلم [2] التعلیق الممجد، مقدمہ، ص ۱۴ -
[3] مقدمہ فتح الباری ص ۴۷، مقدمہ التعلیق الممجد ص ۱۴ -

"حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے دور دراز ملکوں میں یہ حکم لکھ کر بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی حدیثوں کو تلاش کر کے جمع کر دو"

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے اس فرمان کی تعمیل کی گئی اور صوبوں کے گورنروں نے اس میں خاصی پیش رفت کی۔ جیسا کہ حافظ ابنِ عبدالبر قرطبیؒ (م ۴۶۳ھ) نے سعد بن ابراہیم سے یہ روایت نقل کی ہے:

"امرنا عمر بن عبدالعزیز بجمع السّنن فکتبناها دفترًا دفترًا فبعث الیٰ کلّ ارض له علیها سلطان" [۱]

"ہمیں عمر بن عبدالعزیزؒ نے جمع حدیث کا حکم دیا، اور ہم نے دفتر کی دفتر حدیثیں لکھیں۔ پھر انھوں نے ایک ایک مجموعہ ہر جگہ، جہاں جہاں ان کی حکومت تھی، بھیجا"

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے پہلے کتابت وتدوین محض انفرادی اور شخصی تھی، اور جس کے پاس جو ذخیرہ تھا، وہ اس کا اپنا ذاتی تھا ــــ تاہم اجتماعی طور پر حکومت کی نگرانی میں جمع کرنے اور اس کی عام اشاعت کا انتظام نہ تھا ــــ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے سرکاری طور پر اس کا انتظام کیا۔

مولانا عبدالسلام ندویؒ (م ۱۳۹۶ھ) لکھتے ہیں کہ:

"صحابہ کرام رضؓ ہی کے زمانہ میں فنِ حدیث مدوّن ہو چکا تھا۔ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے انہی اجزاء کو ایک مجموعہ کی صورت دی" [۲]

مذکورہ بالا تمام تحریروں کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رح کا کام کتابتِ حدیث کا آغاز نہیں، بلکہ تحریری اور زبانی تمام روایات کو تلاش کر کے تمام ممالک کے حدیثی ذخیرے کو یک جا جمع کرنا تھا۔ اور تدوینِ حدیث کا جو کام اب تک انفرادی اور شخصی طور پر ہو رہا تھا، اس کو ملکی و ملّی سطح پر عام کرنا آپؒ کا مقصد تھا۔

---

[۱] جامع بیان العلم ص ۳۸۔
[۲] اسوہ صحابہؓ ج ۲ ص ۳۱۔